احساسِ ترقی پر عورتوں کی تعلیم کا اثر

(مترجمہ مولوی محمد ادریس صاحب آزاد الوی متعلم جماعت ششم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

انسان کی عمرانی زندگی کی نشوونما اور ترقی و رفعت پر عورتیں اس طرح اثر انداز ہیں کہ بادی النظر میں ہر انسان بنی نوع آدم کی ترقی و عدم ترقی کا سارا دارومدار عورتوں کے فیض سے سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کسی قوم، جماعت یا فرد نے عورتوں کی مشکور مساعی، انکے ترقی پسندانہ جذبات و عزائم، ان کی حب الوطنی، علو ہمتی اور حریت نوازی و جذبۂ خودداری سے متاثر ہوئے بغیر اپنے اندر نہ تو آزادی کی کوئی تڑپ محسوس کی اور نہ ہی ترقی کے مدارج طے کر سکے۔ گویا انسان ایک خاکہ ہے نسوانی جذبات و عزائم کا +

وہ عورتیں جن کی فطرت پر انسان کے اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے تین طبقوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ ماں، بہن، اور بیوی یہ تین طبقات کبھی کبھی بیک وقت اور گاہے گاہے انفرادی حیثیت سے انسان کی پوری زندگی پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں لیکن ان کے اثر و نفوذ کا احساس بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ پیدا ہوتے ہی انسان کے اخلاق و عادات کی پہلی معلمہ اس کی ماں ہوتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی بہنیں بھی اس کے حالات کی نگہداشت کرتی رہتی ہیں۔ گویا ابتدائی مراحل میں انسان کے اخلاق کی نشوونما انھیں دو نسوانی طبقوں کے زیر اثر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد اس کی بیوی جو اس کی زندگی میں برابر کی شریک و سہیم ہے اس پر اپنا اثر ڈالنا شروع کرتی ہے اور یہ سلسلہ اخیر عمر تک ختم نہیں ہوتا +

جب انسان میدانِ ترقی میں نکلتا ہے تو ایک حد تک اس کے اندر وہی جذبات و خیالات ہوتے ہیں جن میں اس کی پرورش ہوئی ہے۔ بسا اوقات اس کے تأثر کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کی آواز کی نرمی و سختی اس کے طرز و طریقے ان طبقوں میں کسی ایک سے پوری طرح ملتے جلتے ہیں۔ گویا عورت انسان کی طبیعت کا ایک جزو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرانسیسی — لوگوں کی بری اور اچھی عادتوں کو عورتوں ہی کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں اور جب نادانستہ طور پر کوئی واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے اور اس کے اسباب و علل پوشیدہ ہوتے ہیں تو کہا کرتے ہیں اسے عورتوں سے دریافت کرو (. . Cherchez la Femme)

پس جب عورتوں کی اقتضاء طبیعت انسان کی معاشرتی زندگی پر اس طرح اثر انداز ہو تو ضروری ہے کہ پہلے ان کی تعلیم کو بہتر سے بہتر بنایا جائے اور ان کی تربیت صحیح طریقہ سے کی جائے +

آج بڑے سے بڑے مدبر جب قوم کی پستی پر غور کرنے بیٹھتے ہیں تو انھیں ترقی کے تمام و کمال اسباب انھیں دو چیزوں میں نظر آتے ہیں کہ بڑی بڑی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں اور نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی جائے۔ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو قوم کی فلاح و بہبود کو عورتوں کی اصلاح و تربیت سے وابستہ سمجھتے ہوں لیکن حقیقت یہی ہے کہ جب تک عورتوں میں اپنی اولاد کی اصلاح

کا مادہ پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی جماعت ترقی نہیں کر سکتی +

ازمنہ گذشتہ میں انسان پر بعض دور ایسے بھی گذرے ہیں جب وہ اسی کو اپنا منتہائے کمال سمجھتا تھا کہ عورتیں دنیا کے حالات سے بالکل الگ رہ کر امور خانہ داری کے علاوہ کسی دوسری چیز سے تعلق نہ رکھیں۔ ازدواجی زندگی کیلئے ایسی ہی عورتیں تلاش کی جاتی تھیں جنھیں کھانا پکانے کے علاوہ کسی دوسری چیز سے سروکار نہ ہو۔ چنانچہ جب کسی کیلئے کسی عورت کا انتخاب ہوتا تو سب سے پہلی اور سب سے بڑی چیز یہ دیکھی جاتی کہ منتخب شدہ حیاداری کا ایسا مجسمہ ہو گویا اس کے منہ میں زبان ہی نہیں۔ عورتوں پر فخر کرنے کی اس سے بہتر کوئی دوسری صورت نہ تھی کہ کہہ دیا جائے کہ فلاں عورت نے اپنی حینِ حیات میں گھر سے باہر کہیں قدم نہ رکھا۔ اگر اس کا قدم کبھی گھر سے نکلا بھی تو اس کے قبر میں دفن کئے جانے کے وقت +

انسان کے ارتفاع و انحطاط کی تاریخ دیکھنے والے دیکھیں گے کہ قوموں کی ترقی صرف عورتوں کی ترقی سے وابستہ ہے اگر عورتوں میں شعور پیدا ہو گیا تو ترقی سے ہم کنار ہونا آسان ہے ورنہ نکبت و ذلت ادبار اور پستی سے محفوظ رہنا بالکل محال اور غیر ممکن ہے +

مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کوئی ایسی مثال نہ پیش کر سکوں جس میں لوگوں کے مہذب بنانے، تقویٰ پھیلانے، دین کے بڑے بڑے امور کی انجام دہی میں عورتوں نے نمایاں حصہ لیا ہو یا قدیم اور جدید حکومتوں کے معاشرتی آداب پر اپنا اثر ڈالا ہو آپ خود غور کر سکتے ہیں کہ اوائلِ اسلام میں عورتوں نے عربوں کی ترقی اور اسلامی اثر و اقتدار کے وسیع تر کرنے کیلئے کیا کیا خدمتیں انجام دیں۔ بڑے بڑے فاتحانِ اسلام اور علوم و فنون کے ماہر انھیں مومنہ عورتوں کے زیرِ اثر پلے۔ پل کر بڑے ہوئے اور بڑے ہو کر ربع مسکون کو اپنی قوتِ بازو سے ہلا دیا یا علوم و فنون میں ایسے کامل و اکمل ہوئے کہ ابھی تک لوگ ان کی خوشہ چینی کرتے ہیں دورِ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں خود بعض عورتیں ایسی گذری ہیں جو صحرا میں پرورش پانے کے باوجود قابلِ صد رشک۔ فکر و تدبر کی مالک تھیں۔ ان کی بے حجابانہ پرورش ان کے اندر اس قدر حیا اور خودداری پیدا کر دیتی تھی کہ ان کی شان آجکل کی پردہ نشین خواتین سے بہت ارفع و اعلیٰ تھی۔ ان میں ایسی ایسی صناع، دور اندیش، تاجر پیشہ، شاعرہ، ادیبہ اور مدبرہ پیدا ہوئیں کہ آج انھیں مثالوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ سلمہ بنت عمر عدوی، ہند بنت عتبہ (زوجہ ابوسفیان) عمارہ بنت کعب انصاری، ام حکیم بنت الحارث، خنسار (شاعرہ) خدیجہ بنت خویلد (زوجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اسماء بنت ابوبکرؓ (ذات النطاقین) عائشہؓ ام المومنین، عائشہ بنت طلحہ اور سکینہ بنت حسین انھیں میں سے چند ہیں +

عورتوں کے ذہنی انحطاط اور علمی کمزوری کا سب سے بڑا سبب مردوں کی عیش پرستی اور آرام کوشی ہے۔ ابتدائے اسلام میں لوگ جبتک مجاہدانہ سرفروشیوں سے کام لیتے رہے عورتوں میں معاملہ فہمی، آزادئ خیال تدبر اور غور و فکر کی صحیح قوت موجود تھی لیکن جونہی انھوں نے اس طرف سے غفلت برتنی شروع کی اور عیش و آرام میں پھنس گئے تو عورتوں کے دلوں سے ان کا پہلا وقار جاتا رہا۔ اس پر مستزاد یہ کہ مختلف قسم کی لونڈیوں سے اختلاط اور میل جول سے ان کی غیرت کو سخت ٹھیس لگی اور ان کے

اندر اب وہ پہلا خلوص باقی نہ رہا۔ شدہ شدہ یہ معاملہ یہانتک پہنچا کہ شوہروں کی جانب سے عورتوں کو ایک قسم کی فکر رہنے لگی اور جب مرد اپنی عیش پرستی کے پیش نظر متعدد شادیاں کرنے لگے اور اپنی محبت چند در چند بیویوں میں تقسیم کر کے پہلی عورت کو بھول بیٹھے تو اس کے نزدیک اُن کا رہا سہا وقار بھی خاک میں مل گیا۔

جانبین سے بے اعتنائیوں کے شروع ہونے کا اثر مدنیت پر جیسا بھی پڑا وہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عباسی دور میں عورتیں بالکل بُھلادی گئیں اور اس وجہ سے ان کی غیرت و حمیت اس درجہ کو پہنچ گئی کہ خود عورتوں کی جانب سے شوہروں کیلئے لونڈیوں کا انتظام کیا جانے لگا تاکہ انھیں لونڈیوں کو چھوڑ کر غیر عورتوں سے اختلاط کا موقع نہ ملے۔

مردوں کی جانب سے جو بدگمانیاں ہوئیں ان سے عورتوں کی آزادیٔ فکر ان کی خودداری و غیرتمندی کے پامال ہونیکے ساتھ ساتھ ان کی معاشرت پر بھی بہت بُرا اثر پڑا۔ مرد کے بدظن ہونیکا ظاہری نتیجہ جو کچھ ہونا چاہیئے تھا وہ یہ تھا کہ عورتوں کو بند کمروں میں قید کر دیں۔ انھیں گھر سے باہر نکلنے، غیروں سے ملنے جُلنے اور بات چیت کرنے کی مطلقاً اجازت نہ ہو۔ وغیرہ۔ یہ اور اس کے علاوہ جن چیزوں سے بدظنی پیدا ہونےکا وہم و گمان تھا۔ اس کے خلاف مردوں میں طرح طرح کے جذبات پیدا ہونے شروع ہوئے اور عورتوں کو گھر میں قید کر کے چھوڑ دیا گیا۔ اس طرح وہ مردوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو کر اپنی ساری خودداری اور آزادیٔ فکر کو بھول بیٹھیں۔ مگر ابتک مردوں کی بداعتمادی دور نہ ہو سکی اور وہ لوگوں کو عورتوں کے مکر و فریب سے ڈرانے کیلئے قصے تیار کرنے لگے۔ نظمیں لکھی گئیں۔ کتابیں تصنیف ہوئیں بڑے بڑے فصحا و بلغا نے حکیمانہ نکات اور شاعرانہ انداز سے انھیں مردوں کیلئے ضرر رساں اور نقصان دہ بتلایا۔

اس طرح پچھلے دور میں طبقۂ نسواں نے ظلم و ستم حقارت و ذلت جہالت و وحشت قید و بندگی گوناگوں مصیبتوں میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گذار دیا مگر ان میں کبھی احساسِ زندگی، جذبۂ عمل، تربیتِ اولاد کی صحیح اور سچی اصلاح کا خیال پیدا نہ ہو سکا۔

ازمنۂ متوسطہ میں جب غیر ممالک نے جابجا "مدرسۃ البنات" قائم کر کے صنفِ نازک میں صحیح احساس پیدا کرنے کی کوشش کی یا بالفاظِ دیگر یورپین اقوام کے اثر نے انھیں عورتوں کی ترقی کا خیال دلایا تو ہماری چشم بصیرت کُھلی اور ہم نے معاشرتی حیثیت سے ان کی اہمیت کو محسوس کیا۔ اب ہم عورتوں کو اس انحطاط و پستی پر سرزنش کرتے ہوئے ان کے پرانے خیالات کو لغو ٹھہراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پچھلے زمانہ کی طرح وہ اپنی زندگی اس طرح نہ گذاریں کہ ان کے منہ میں زبان نہ ہو۔ بجلی کی چمک کو دیکھکر اسے جن کی آنکھوں سے نکلتا ہوا شعلہ سمجھیں۔ بادل کی گرج سنکر انھیں شیطان کے گھوڑوں کی ٹاپ کا وہم ہو۔ خرید و فروخت کرتے وقت وہ سُوت کو ریشم یا پیتل کو سونا سمجھ لیں بلکہ وہ اپنے اندر زندگی کا صحیح احساس پیدا کریں۔ بیہودہ قصے اور کہانیوں کو سن سُنکر جاہل بننے، بیکار اوقات میں غیر مفید کام کرنے یا غیر معروف اخلاق و عادات کے بجائے اپنے اندر علم کی معرفت پیدا کریں۔ اپنے بیکار اوقات ایسے مفید اور سودمند امور پر صرف کریں جن سے آئندہ نسلوں، موجودہ قوموں، یا جماعتوں کو فائدہ پہنچ سکے اور وہ حُسنِ اخلاق کا ایسا مجسمہ ہوں کہ ان کی گود میں پلنے والی اولاد دنیا کے لئے نمونہ بن سکے۔

ظاہر ہے کہ ایسی عورتیں آئندہ نسلوں پر اپنا اثر ڈال کر ان میں ترقی و رفعت کا حوصلہ، علو ہمتی اور خودداری کا ولولہ حریت و آزادی کا جذبہ اور علم و عمل کا جوش پیدا کر سکتی ہیں اور غیر ممکن ہے کہ ایسے ماحول میں پرورش پانے والے فرزند کبھی ناکامی کا منہ دیکھیں۔

مذکورہ بالا سطریں عورتوں کی علم دانی اور معاملہ فہمی پر آئندہ نسلوں کی فلاح و بہبود کی روشن ترین دلیل ہیں لیکن مردوں کے طبقہ میں بھی علم کی نشر و اشاعت ازبس ضروری ہے کیونکہ اولاد پر والدین کا اثر صرف والد یا محض والدہ کے اثر سے بدرجہا بہتر پڑیگا۔ اس حقیقت کے پیش نظر دونوں طبقوں میں علم و عمل اور جد و جہد کی اسپرٹ پیدا کرنی چاہیئے۔ نہیں تو کم از کم ماں کو ان صفات سے کبھی عاری نہ ہونا چاہیئے۔ (مختارات جرجی زیدان)

عربوں کی بےنظیر میزبانی

(از وزیر احمد صاحب متعلم جماعت دوم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ناظرین کرام انسانوں کو مزین کرنیوالے جتنے علل و اسباب پائے جاتے ہیں ان سب سے افضل اور اشرف چیز حسن خلق ہے حسن خلق کے بہت سے اقسام ہیں اور اس کا ثبوت بہت طرح سے دیا جا سکتا ہے انھیں اقسام میں سے ایک قسم میزبانی اور ضیافت بھی ہے یعنی جس شخص کے اندر مہمان کی خدمت اور اس کی خاطر و مدارات کا جذبہ اچھی طرح سے پایا جاتا ہے وہ شخص بہت معزز شمار کیا جاتا ہے میں بتاؤں گا کہ عربوں میں وہ بے مثل جذبہ میزبانی پایا جاتا ہے اور پایا جاتا تھا جو غالباً دوسرے اور کسی جگہ کے لوگوں میں نہیں پایا جاتا۔ اگر لغات کی روشنی میں غور کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل ظاہر اور عیاں ہو جائے گی کہ عرب مہمانوں کی خاطر و مدارات سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا۔ نیز انھیں اس بات کا بیحد شوق تھا کہ ان کے یہاں کوئی مہمان آئے اور یہ دل کھول کر ان کی تواضع کریں خواہ وہ عرب اسلام کے قبل کے ہوں یا اس کے بعد کے دونوں میں یہ جذبہ موجود تھا۔ حتیٰ کہ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ اس چیز کو فخر سے بیان کرتے تھے اور وہ شخص جو زیادہ سے زیادہ مہمانوں کو کھانا کھلاتا تھا وہ بہت معزز اور مکرم سمجھا جاتا تھا وہ اسی شوق میزبانی میں ضرورت کے وقت سینکڑوں اونٹنیاں ذبح کر ڈالتے تھے اور ایسی اونٹنیاں ہوتی تھیں جو بہت پیاری ہوتی تھیں لیکن وہ بے دریغ ذبح کر ڈالتے تھے +

چنانچہ حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے قبل جب اشعار کہا کرتے تھے تو اس وقت وہ اپنی تعریف کرتے ہوئے اور اپنے حسب و نسب اور جود و سخا کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "میں ایسی اونٹنیوں کو جو بانجھ اور بچہ دار ہوتی ہیں ذبح کر ڈالتا ہوں اور پھر تمام مہمانوں اور غربا اور مساکین میرے یہاں جمع ہو کر خوب مزے سے کھاتے ہیں" بعض ایسے ہوا کرتے تھے